رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

جلد ۷ | مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | دوشنبہ | مطابق ۲۷ شعبان سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۸۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں ؛

جناب ذو الفقار علی خان صاحب گوہر رخصت ختم ہو جانے کی وجہ سے اپنی ملازمت پر واپس چلے گئے ہیں۔ ناظر امور عامہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔

جناب حافظ روشن علی صاحب چند دن کے لئے دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ امید ہے رمضان شروع ہونے تک واپس آجائیں گے ؛

جناب مفتی صاحب کو امریکہ میں اشاعت اسلام کی اجازت ملنے کی خوشی میں مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول میں ایک دن چھٹی منائی گئی۔

جناب ناظر صاحب بیت المال اطلاع دیتے ہیں کہ ۹ تا ۱۴ ماہ حال اندر دو ہزار اٹھانوے روپے بارہ آنہ تین پائی مسجد لندن کا چندہ

جناب مفتی صاحب کو امریکہ میں اشاعت اسلام کی اجازت مل گئی

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں مختصر طور پر اطلاع دی جا چکی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جناب مفتی محمد صادق صاحب کی وہ تمام روکیں جو ان کے رستہ میں حائل تھیں دور ہو گئی ہیں۔ اور انہیں امریکہ میں کھلے بندوں اشاعت اسلام کی اجازت مل گئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ جناب مفتی صاحب نے جس جوانمردی، صبر اور استقلال کے ساتھ پیش آمدہ مشکلات کا مقابلہ کیا۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اور سوائے اس شخص کے جسے خدا تعالیٰ کی ذات پاک پر کامل بھروسہ ہو۔ کسی اور سے ہرگز ممکن نہیں۔ جناب مفتی صاحب کی اس جرأت اور دلیری پر امریکہ کے سربرآوردہ اخبارات نے بھی حیرت اور استعجاب کا اظہار کیا۔ اور یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئے۔ کہ ایک تن تنہا انسان کا حوصلہ امریکہ کے ناروا سلوک کے مقابلہ میں ذرا بھی پست نہ ہوا۔ آخر خدا تعالیٰ نے اپنے مخلص بندہ کی ایک عظیم الشان حکومت کے مقابلہ میں مدد کی اور دکھا دیا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں سرفروشانہ سعی کرنیوالا خواہ ظاہری ساز و سامان کے لحاظ سے کتنا بھی تہیدست ہو پھر بھی کامیابی اور غلبہ اسی کے لئے ہے۔ جناب مفتی صاحب کے راستہ میں روکاوٹوں کے پیدا ہونے میں خدا تعالیٰ کی اور مصلحتوں کے علاوہ ایک یہ بھی مصلحت تھی۔ جو نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ پوری ہوئی۔ اس موقعہ پر یہاں ہم اپنی جماعت کو خدا تعالیٰ کے اس بے حد فضل اور احسان پر سر نیاز خم کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ جناب مفتی صاحب نے ہماری جماعت کے ان لوگوں کے لئے جو اشاعت اسلام کے لئے سرفروشی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ

کے لئے دنیا کے دور دراز ممالک میں جانیوالے ہیں ایسا اسوہ اور نمونہ قائم کیا ہے کہ جس کی تقلید کرنے کے لئے انہیں بھی تیار رہنا چاہیئے ۔ اور پیش آمدہ مشکلات اور مصائب میں خلوص نیت اور ارادہ صادق کے ساتھ وہی طریق عمل اختیار کرنا چاہیئے ۔ جو جناب مفتی صاحب نے اختیار کیا ہے تا خدا تعالٰے ہر مشکل اور ہر مصیبت کے وقت ان کی بھی اسی طرح مدد کرے ۔ جس طرح اس نے جناب مفتی صاحب کی کی ہے ۔

اس موقعہ پر ہم ان اصحاب اور ان اخبارات کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ جنھوں نے باوجود مذہبی اختلاف کے جناب مفتی صاحب کے معاملہ میں ہمدردی کا اظہار کیا ۔ گو اصولی طور پر ان کا فرض تھا ۔ کہ ایسا کہتے تاہم چونکہ انہوں نے ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر جو دعویٰ تو مسلمان ہونے کا کرتے ہیں ۔ لیکن اسلام کے متعلق عملی طور پر کچھ کرنے کے لئے ہرگز تیار اور آمادہ نہیں ہوتے ۔ امریکہ کے خلاف آواز اٹھائی ۔ اس لئے ہم ان کی مذہبی غیرت اور حمیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ اور وہ لوگ اور وہ اخبارات (جن میں سب سے اول نمبر پیغام صلح کا ہے) جنھوں نے اس موقعہ پر بھی اپنے بغض اور حسد کا اظہار کر کے اسلام کے متعلق اپنی بے غیرتی کا ثبوت دیا ۔ قابل ہمدردی سمجھتے ہیں کیونکہ جناب مفتی صاحب کو امریکہ میں اشاعت اسلام کی اجازت حاصل ہو جانے کی اطلاع سنکر ان کے ہاں ماتم برپا ہو جائیگا اور وہ اپنا سر سینہ پیٹ کر رہ جائینگے ۔ کاش وہ بغض اور حسد میں اس قدر نہ بڑھ جاتے ۔ تا آج ان کی یہ حالت نہ ہوتی ۔

بالآخر ہم ان اخبارات سے جنھوں نے اپنے کالموں میں جناب مفتی صاحب کے روکے جانے کا ذکر کیا ۔ گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے ناظرین تک یہ بات بھی پہنچا دیں ۔ کہ محض خدا تعالٰی کے فضل اور رحم سے جناب مفتی صاحب کو امریکہ میں اشاعت اسلام کی اجازت مل گئی ہے ۔ اور اب وہ آزادی کے ساتھ امریکہ میں اسلامی تعلیم کو پیش کر کے معقول پسند سعید روحوں کو اسلامی جھنڈے کے نیچے لانا شروع کرینگے ۔ خدا تعالٰی کا فضل ان کے ساتھ ہو ۔ اور ان کی ہر جگہ اور ہر موقع پر دستگیری کرے ۔ اور انہیں ہر میدان میں فتح و نصرت عطا فرمائے ۔ تا اس کا دین نئی دنیا میں بھی پھیلے اور وہ جو صرف دنیا ہی کے ہو رہے ہیں دین الٰہی کی طرف بھی جھکیں ۔

اخبار احمدیّہ

سرحد پشاور

پر موجودہ فوجی نقل و حرکت کی وجہ سے اکثر بیرونجات کے احمدی احباب کا گذر ہوتا رہتا ہے ۔ مگر انجمن کے پتہ کی لاعلمی کی وجہ سے اول تو ایسے احباب سے واقفیت حاصل ہی نہیں ہوتی ۔ اور اگر ہوتی بھی ہے تو بہت دیر کے بعد اس لئے ان جملہ احمدی احباب کی خدمتیں التماس ہے ۔ کہ جن کو پشاور چھاؤنی یا نواح پشاور کے مقامات میں وارد ہونے کا موقعہ ملے ۔ تو وہ ضرور بالمشافہ یا بذریعہ خط ہمیں بھی اپنے تعارف کا موقعہ دیا کریں ۔ اس طرح علاوہ تعلق و نظام سلسلہ کے ہمیں بھی ایسے مسافر بھائیوں کی ملاقات اور ان کی خدمت میں از بس خوشی ہو گی ۔ مکان انجمن کا پتہ درج ذیل ہے

دار الکتب احمدیہ ۔ علاقہ جہانگیر پورہ ۔ متصل مسجد ۔ بازار دارو گراں ۔ شہر پشاور ۔

مسجد احمدیّہ پشاور

مہمانوں کے قیام لائبریری درس قرآن مجید کے لئے متذکرہ بالا دار الکتب کا وسط پشاور میں ایک بالاخانہ کی صورت میں ہمارے پاس ہونا ایک نعمت غیر مترقبہ ہے یہ بالاخانہ کچھ عرصہ سے ہمارے بزرگ و محترم جناب مرزا عبد الرحیم صاحب احمدی نے ضروریات سلسلہ احمدیہ کے لئے فی سبیل اللہ انجمن کے نام پر وقف کیا ہوا ہے ۔ اللہ تعالٰی اس مرد خدا کو اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائے ۔ یہ جگہ ایک حد تک نہایت موزون اور کارآمد ہے ۔ مگر جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد اور سلسلہ کی روز افزوں ضروریات کو مدنظر رکھ کر یہ ضروری خیال کیا گیا کہ پشاور میں ایک مسجد اور مہمانخانہ ضرور ہو ۔ علاوہ ازیں اطراف سرحد افغانستان و کابل وغیرہ مقامات سے آنے والے احمدیوں کا گذر بھی اکثر ہمارے پاس سے ہی ہوتا ہے ۔ جن کے لئے جائے قیام اور لوازمات مہمانداری کا انتظام ہمیں نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ لہٰذا ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جدید کی تجویز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰی کی خدمت میں پیش کی گئی ۔ جسے حضور نے بکمال مسرت منظور فرمایا ۔ حتی کہ ایک معقول رقم چندہ بھی اپنی طرف سے اس مد میں عطا فرمائی ہماری جماعت نے باوجود ایک غریب سی جماعت ہونے کے ایسی گرانی ، اور قحط کے ایام میں اس تحریک میں بڑی جوانمردی کے حصہ لیا اور قریب ایک ہزار روپے تک چندہ فراہم کر لیا ۔ ہمارے بزرگوار مرزا عبد الرحیم صاحب کی مساعی جمیلہ کو اللہ تعالٰے بارآور کرے ۔ انھوں نے مزید تین سو روپیہ سے زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے مردان کے بعض احباب بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر ہمیں ممنون کرنیکے علاوہ عنداللہ ماجور ٹھہرے ہیں ۔ اور دیگر جماعت مردان و نوشہرہ نے بھی کافی امداد دینے کا وعدہ فرمایا ہے ۔ اللّٰھُمَّ بارک لنا فما مرنا ۔ اب کسی موزون موقعہ پر زمین خریدنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ احباب سے درخواست ہے ۔ کہ وہ دعاؤں اور نیز صدقات کے ذریعہ ہماری کامیابی کے لئے امداد فرما کر ثواب دارین کے مستحق بنیں ۔

مسجد احمدیّہ لنڈن

مندرجہ بالا و دیگر چندوں کے باوجود پھر بھی اس غربا کی جماعت نے مسجد لنڈن کے چندہ میں بھی ہمت سے بڑھ کر کام لیا ۔ چنانچہ اسوقت تک ۲۳۱-۷-۶ روپیہ اس مد میں قادیان بھیج چکے ہیں ۔ اور جملہ وعدوں کے ایفاء پر ایک ہزار تک چندہ ہونا اندازہ کیا گیا ہے ۔ وما توفیقنا الا باللہ ...

محمد عبداللہ خان احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

مسجد لنڈن کیلئے قابل تقلید نمونہ ایثار

چندہ مسجد لنڈن کی تحریک کے دوران میں اول مرتبہ جناب عبد الرحمٰن صاحب خلف حاجی عمر ڈار و احباب مقام ناسنور ملک کشمیر نے پچاس روپیہ عطا فرمائے تھے ۔ شروع ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء تک اس مد میں جسقدر چندہ وصول ہو چکا تھا اس کی رپورٹ ۲۹ مارچ کے الفضل میں مفصل شائع ہو چکی ہے ۔ اسمیں دکھایا تھا کہ جماعت ناسنور نے ما ۵ اور علاقہ کشمیر نے سا روپے دئے ہیں ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی نوٹ کیا تھا کہ اس علاقہ کی فراہمی چندہ میں توجہ کم معلوم ہوتی ہے ۔ اس پر اور نیز مولوی حبیب اللہ کی تحریک پر پسران حاجی صاحب مرحوم نے اپنی جائداد میں سے ایک حصہ قیمتی سولہ سو روپیہ چندہ مسجد لنڈن میں عطا فرمایا ۔ اور جملہ حقوق ملکیت انجمن کو دیدئے ہیں ۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ۔ احباب اور جماعتیں اس نیک اور قابل تقلید نمونہ سے فائدہ اٹھائیں ۔ اللہ تعالٰے ان کو اعمال صالحہ کے بجالانے میں اس سے بڑھ کر توفیق دیوے اور اس صدقہ کو اپنی جناب میں قبول فرمائے ۔ آمین ۔ والسلام

نیاز مند

ناظر بیت المال قادیان دارالامان

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

قادیان دار الامان ۔ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

حضرت مسیح موعود کے الہامات پر مخالفین کے اعتراض اور ان کے مدلل جواب

(۱۱)

اِسْمَعْ وَلَدِیْ نہیں اَسْمَعُ وَاَرٰی ہے۔

(از قلم مولوی فضل الدین صاحب وکیل)

پانچواں اعتراض اہلحدیث میں یہ کیا گیا ہے کہ البشریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۹ میں مرزا صاحب کا جو الہام اِسْمَعْ وَلَدِیْ (اے میرے بیٹے سُن) شائع ہوا ہے۔ یہ الہام قرآن شریف کی تعلیم کے مخالف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ اور الہام یہ بتاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں ؏

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں شک نہیں۔ اگر واقع میں حضرت مرزا صاحب کو کسی الہام میں خدا تعالیٰ کا بیٹا کہا جاتا۔ تو وہ الہام بادی النظر میں قرآن کریم کی تعلیم کے مخالف ہوتا اور قابل تاویل ٹھہرتا۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا کوئی الہام ایسا نہیں ہے۔ جس میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بیٹا قرار دیا ہو۔ البشریٰ جلد اول جس کا حوالہ معترض نے دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی لکھی ہوئی اپنی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی وفات کے بعد بابو منظور الٰہی صاحب ملازم محکمہ تار ریلوے احمدیہ بلڈنگس لاہور نے اس کتاب کو لکھا ہے جس میں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی مختلف کتابوں اور تحریروں سے آپ کے الہامات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر جیسا کہ انہوں نے البشریٰ کی دونوں جلدوں کے دیباچہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ ان کو عربی دان ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ انہوں نے جمع الہامات کا جو کام شروع کیا تھا وہ محض اپنے شوق اور ثواب کی نیت سے کیا تھا۔ اور ان کو امید تھی۔ کہ اس کام میں ان کے بعض احباب ان کی خاطر خواہ اعانت کرینگے۔ مگر باوجود کوشش کے انہیں اس میں پوری کامیابی نہ ہو سکی۔ جس کا انہوں نے دیباچہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ اس لئے بعض جگہ البشریٰ کی دونوں جلدوں میں ایسی غلطیاں بھی ہو گئی ہیں۔ جن کا بابو صاحب کو خود بھی افسوس ہوگا۔ منجملہ ان کے ایک مقام یہ بھی ہے۔ جس پر معترض نے اعتراض کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہاں مرزا صاحب کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ لیکن یہ غلطی فوراً رفع ہو سکتی تھی۔ اگر معترض ذرا بھی توجہ کرتا اور حضرت مرزا صاحب کی اصل تحریر سے مقابلہ کر لینے کی تکلیف برداشت کرتا۔ کیونکہ البشریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۹ میں جہاں اِسْمَعْ وَلَدِیْ کو الہام بتایا گیا ہے۔ وہاں مؤلف نے حضرت مرزا صاحب کی اصل تحریر (خط) مورخہ ۱۲ جون ۱۸۸۳ء مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۲۳ کا حوالہ بھی دیدیا ہے۔ اصل کتاب کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہام میں جو الفاظ اَسْمَعُ وَاَرٰی (بلا اعراب) تھے وہ البشریٰ جلد اول میں درج ہوتے وقت تصرف ناقل کی وجہ سے اِسْمَعْ وَلَدِیْ لکھے گئے ہیں۔ اور جب مترجم نے ان کا ترجمہ کیا ہے۔ تو اس نے بھی اسی کے مطابق غلط ترجمہ کر دیا ہے۔ حالانکہ اصل تحریر میں حضرت مرزا صاحب کی طرف سے کوئی ترجمہ درج نہ تھا۔ ذیل میں ہم مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۳ کی اصل عبارت اور البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور کی اصل عبارت معہ ترجمہ ایک دوسرے کے محاذ میں نقل کر دیتے ہیں:۔

حضرت مرزا صاحب کی اصل عبارت مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۳	البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب کی اصل عبارت
"آج قبل تحریر اس خط کے یہ الہام ہوا۔ کذب علیکم الخبیث کذب علیکم الخنزیر عنایۃ اللہ حافظک انی معک اسمع واری الیس اللہ بکاف عبدہ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا ان الہامات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی ناپاک طبع آدمی اس عاجز پر کچھ جھوٹ بولیگا یا بولا ہے مگر عنایت الٰہی حافظ ہے اب سوچنا چاہیئے۔ کہ جب ہر ایک موذی اور معاند اور دروغگو اور بہتان طراز کے شر سے خود خداوند کریم بچانے کا وعدہ کرتا ہے۔ تو پھر کس سے بجز اس کے خوف کریں۔"	"کَذَبَ عَلَیْکُمُ الْخَبِیْثُ کَذَبَ عَلَیْکُمُ الْخِنْزِیْرُ عِنَایَۃُ اللّٰہِ حَافِظُکَ اِنِّیْ مَعَکَ اِسْمَعْ وَلَدِیْ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا (ترجمہ) تم پر خبیث نے جھوٹ باندھا تم پر خنزیر نے جھوٹ باندھا۔ اللہ کی عنایت تیری حافظ ہے۔ میں تیرے ساتھ ہوں اے میرے بیٹے سُن۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بری ثابت کیا اس بات سے جو انہوں نے اس کی نسبت کہی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وجیہہ تھا۔"

ان دونوں تحریروں کے ملا کر پڑھنے سے ثابت ہے۔ کہ اِسْمَعْ وَلَدِیْ۔ حضرت مرزا صاحب کا کوئی الہام نہیں ہے۔ اور البشریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۹ میں بابو منظور الٰہی صاحب نے جو اِسْمَعْ وَلَدِیْ بطور الہام کے لکھا ہے۔ تو یہ دراصل اَسْمَعُ وَاَرٰی تھا۔

ولد اللہ

پس معترض نے قرآن مجید کی جو آیات یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہ ہونے کے متعلق لکھی ہیں اور حملہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو ان آیات پر ایمان نہیں ہے۔ یہ حملہ درست نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود جنگ مقدس طبع سوم کے صفحہ ۸۱ میں فرماتے ہیں:۔

"وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ کہ عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا بکر لیا۔ پاک ہے وہ بیٹوں سے۔ بلکہ یہ بندے عزت دار ہیں۔"

اور پھر اسی صفحہ میں لکھا ہے:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا۔ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۔ کہ عیسائی کہتے ہیں کہ رحمٰن نے حضرت مسیح کو بیٹا بنا لیا ہے یہ تم نے اے عیسائیو! ایک بھاری چیز کا دعو

کیا - نزدیک ہے - جو اس سے آسمان و زمین پھٹ جاویں - اور پہاڑ کانپنے لگیں - کہ تم انسان کو خدا بناتے ہو "

اور کشتی نوح صفحہ ۵ ۷ پر فرمایا ہے - کہ قرآن شریف نے عیسائیت کی ضلالت کو دنیا کی سب ضلالتوں سے اول درجہ پر شمار کیا ہے - اور فرمایا ہے - کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ جائیں - اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ زمین پر یہ ایک بڑا گناہ کیا گیا - کہ انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا ہے - اور قرآن کے اول میں بھی عیسائیوں کا رد اور ان کا ذکر ہے - جیسا کہ آیت " اِیَّاكَ نَعْبُدُ " اور " وَلَا الضَّالِّيْنَ " سے سمجھا جاتا ہے - اور قرآن کے آخر میں عیسائیوں کا رد ہے - جیسا کہ سورہ " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ " سے سمجھا جاتا ہے - اور قرآن کے درمیان میں بھی عیسائی مذہب کے فتنہ کا ذکر ہے - جیسا کہ آیت " تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ " سے سمجھا جاتا ہے -

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کسی کے خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کو قرآن مجید کی آیات کے خلاف سمجھتے ہیں اور آپ کا ایمان ہے - کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے -

(۱۲)

دان ایل نبی کا مسیح موعود کو میکائیل کہنا آیۃ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ کے خلاف نہیں ہے

چھٹا اعتراض اہل حدیث میں یہ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۲۵ میں خدا کی مانند ہونے کا دعوے کیا ہے - جو آیت لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ کے برخلاف ہے - لیکن اربعین نمبر ۳ کی پوری عبارت پڑھنے سے ظاہر ہے کہ معترض کا یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے - اصل عبارت اربعین کی یہ ہے کہ :-

" دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے - اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند - یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے - جو براہین احمدیہ میں ہے - اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ فَکَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ - یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے - اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنے توحید اور تفرید کو - سو جیسا کہ میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں - ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کروں گا - اور ہر ایک جگہ جو میرا نام جائیگا تیرا نام بھی ساتھ ہو گا "

اس عبارت سے عیان ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے دانیل نبی کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ میں خدا کی مانند ہوں - بلکہ یہ فرمایا ہے - کہ دانیل نبی نے جو میرا نام میکائیل رکھا ہے (جس کے عبرانی میں لفظی معنے ہیں - خدا کی مانند) یہ نام رکھنا اس الہام کے مطابق ہے - جو براہین احمدیہ میں ہے - اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ فَکَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ - اور یہ اوپر بتایا جا چکا ہے - کہ اس الہام کا صرف یہ مطلب ہے - کہ " تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے - اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں - جیسا کہ اپنے توحید اور تفرید کو - سو جیسا کہ میں اپنے توحید کی شہرت چاہتا ہوں - ایسا ہی یہ تجھے دنیا میں مشہور کروں گا - اور ہر ایک جگہ جو میرا نام جائے گا - تیرا نام بھی ساتھ ہو گا "

اس سے ثابت ہے - کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک دانیل نبی کی پیشگوئی میں آپ کا میکائیل نام رکھنا اس معنی سے نہیں ہے کہ آپ خدا کی مانند ہیں - بلکہ دانیل نبی نے جو آپ کا نام میکائیل رکھا ہے - تو اس معنے سے کہ جیسے اللہ تعالیٰ اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہے - ایسے ہی اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو شہرت دیگا - جیسا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۶ میں حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :-

" آج سے پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ الہام میری نسبت موجود ہے - یہ اس زمانہ کا الہام ہے - جبکہ میں ایک پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا اور بجز میرے والد صاحب کے چند تعارف رکھنے والوں کے کوئی مجھکو جانتا بھی نہیں تھا - اور وہ الہام یہ ہے - اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ فَکَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ - یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے - پس وہ وقت آگیا ہے کہ تجھے ہر ایک قسم کی مدد دی جائیگی - اور دنیا میں تو عزت کے ساتھ شہرت دیا جائیگا - اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ جلال اور عزت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے پھر جس پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور رنگ دوئی اس سے جاتا رہتا ہے تب خدا تعالیٰ اسی طرح اسکو عزت اور جلال اور عظمت کے ساتھ شہرت دیتا ہے جیسا کہ وہ اپنے تئیں شہرت دیتا ہے کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے - کہ وہ ایسی ہی عزت حاصل کرے "

اس کے سوا حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب چشمہ معرفت کے اس حصہ مضمون میں جو آریہ سماج لاہور کے جلسہ دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء میں پڑھا گیا تھا - بصفحہ ۹ ۵ فرمایا ہے کہ :-

" جس خدا پر ایمان لانے کے لئے قرآن شریف ہمیں رغبت دیتا ہے ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ نہایت زبردست ، قادر مطلق اور کامل طاقتوں والا خدا ہے - جو شخص اس خدا کی طرف سچے دل سے رجوع کرتا ہے - اور وفاداری اور صدق قدم سے اس کی طرف آتا ہے - اس کا انجام یہ ہوتا ہے - کہ جیسا کہ خدا بے مثل ہے وہ بھی بے مثل ہو جاتا ہے - اور آسمانی برکتوں کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں - اور جیسا کہ خدا نے آسمان اور زمین میں کئی قسم کی قدرتیں دکھلائی ہیں - ایسا ہی اس کے ہاتھ پر کئی قسم کی قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں - اور خوارق ظہور میں آتے ہیں - جو دوسرے انسان ان پر قادر نہیں ہو سکتے - اور آسمانی برکتوں کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں "

اس سے نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خدا کی مانند ہونے کا ایک یہ بھی مفہوم لیا جا سکتا ہے - کہ جس طرح خدا بے مثل ہے اسی طرح اس کے کامل وفادار بندے بھی دوسرے لوگوں میں بے مثل ہوتے ہیں - مگر یہ نہیں کہ کوئی شخص حقیقۃً خدا تعالیٰ کی مانند ہو سکتا ہے - جیسا کہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب

چشمۂ معرفت صفحہ ۲۶۱ میں فرماتے ہیں کہ :۔

"خدا کا اپنی صفات میں انسان سے بالکل علیحدہ ہونا قرآن شریف کی کئی آیات میں تصریح کے ساتھ (ذکر) کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک یہ آیت ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنی کوئی چیز اپنی ذات اور صفات میں خدا کی شریک نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"

پھر اگر معترض اعتراض کرنے سے پہلے سوچ لیتا کہ میکائیل نام ایک فرشتہ کا بھی ہے۔ اور وہ بھی عبرانی لفظ ہی ہے۔ تو اسے سمجھ آجاتی۔ کہ دانیل نبی کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا صاحب کے میکائیل نام پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے اس بات پر توجہ ہی نہیں کی اور یونہی اعتراض کر دیا ہے۔ ورنہ یہ کیا کہ ایک فرشتہ کے میکائیل (خدا کی مانند) نام پانے پر تو اعتراض نہ ہو۔ اور دانیل نبی کی پیشگوئی کے موافق مسیح موعود کا میکائیل نام پانا قابل اعتراض ہو۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے تو یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ کہ میرا میکائیل ہونا اسی رنگ کا ہے۔ جس رنگ میں کہ آدم کو توریت اور حدیث نبوی میں میکائیل یعنی خدا کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں :۔

"خدا نے آدم کی مانند اس عاجز کو پیدا کیا۔ اور اس عاجز کا نام آدم رکھا۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے۔ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ اور نیز یہ الہام کہ خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ اور نیز الہام کہ یَآ اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ اور آدم کی نسبت توریت کے پہلے باب میں یہ آیت ہے۔ تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنا دیں۔ دیکھو توریت باب اول آیت ۲۶"

اور پھر کتاب دانی ایل باب نمبر ۱۲ میں لکھا ہے :۔

"اور اس وقت میکائیل (جس کا ترجمہ ہے خدا کی مانند) وہ بڑا سردار جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہے۔ اٹھیگا (یعنی مسیح موعود آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا) پس میکائیل یعنی خدا کی مانند درحقیقت توریت میں آدم کا نام ہے۔ اور حدیث نبوی میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا نے آدم[1] کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ مسیح موعود آدم کے رنگ پر ظاہر ہوگا" تحفہ گولڑویہ طبع اول صفحہ ۱۰۶۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر ہمارے مخالفین کے نزدیک دانیل نبی کی پیشگوئی کو حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرنے سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ آپ نے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کے خلاف خدا کی مانند ہونے کا دعوے کیا ہے۔ تو تمام مسلمانوں پر یہ الزام بھی آئے گا۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ قدیم سے اہل اسلام مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ استثنا باب ۳۳ کی وہ پیشگوئی جس میں خدا تعالےٰ کا فاران پہاڑ سے ظاہر ہونا لکھا ہے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ جیسا کہ سر سید احمد خان صاحب نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ میں اور شیخ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الجواب الصحیح جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ حالانکہ اس پیشگوئی کے مطابق کسی کا بھی یہ خیال نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا ہیں۔ پس اسی طرح دانیل نبی کی پیشگوئی سے جس میں مسیح موعود کا نام میکائیل رکھا گیا ہے۔ یہ نتیجہ نکالنا کہ آپ کو آیت لَیْسَ کَمِثْلِہٖ کے خلاف خدا تعالےٰ کی مانند ہونے کا دعوےٰ ہے کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ مسیح موعود کا نام الہامات میں آدم بھی رکھا گیا ہے۔

[1] بخاری اور مسلم کی حدیث ہے۔ خَلَقَ اللہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ منہ

مولوی محمد علی صاحب کی تہذیب

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک مضمون کی سرخی میں مولوی محمد علی صاحب کے نام کے ساتھ "صاحب" کا لفظ نہ لکھا گیا۔ اس پر باوجود اس کے کہ اس مضمون میں جہاں جہاں مولوی صاحب کا نام آیا تھا۔ وہاں "صاحب" ساتھ تھا۔ پیغام نے جس قدر غیظ وغضب کا اظہار کیا وہ ذیل کے الفاظ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ پیغام نے ایڈیٹر الفضل کو مخاطب کرکے لکھا :۔

"کیا حضرت امیر کے نام کے آگے "صاحب" کے اخلاقی القاب زائد کرنے سے ان کے ہوش وحواس میں کچھ فرق آجاتا۔ آخر اس قدر تہذیب تو مولوی ثناءاللہ میں بھی ہے۔ کہ وہ حضرت صاحب کو مرزا صاحب ہی عموماً لکھتا ہے۔ اور ہم جس تہذیب کا اس کو مالک سمجھتے ہیں۔ آپ پر بھی روشن ہے۔ مگر اب ہم آپ سے اس تہذیب کی بھی توقع نہ رکھیں" ۲۴۔ ستمبر ۱۹ء

مندرجہ بالا الفاظ پڑھنے والا انسان خیال کر سکتا ہے۔ کہ غیر مبائعین بہت ہی مہذب اور با اخلاق انسان ہونگے۔ لیکن یہ صرف ان کے دکھلانے کے دانت ہیں۔ ذیل میں کسی اور کے نہیں۔ بلکہ ان کے "امیر" کے کھانے کے دانت دیکھئے اپنے ایک تازہ مضمون میں فرماتے ہیں :۔

"آج وہ دعویٰ جس کے کرنیوالے پر خود مرزا صاحب نے لعنت بھیجی ہے۔ میاں محمود ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں"

ان الفاظ میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس سے قطع نظر کرکے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے ایک کثیر حصہ جماعت کے امام کا نام کس طرح لکھا ہے۔ صاحب کا اخلاقی لقب تو رہا ایک طرف پورا نام بھی نہیں لکھا گیا۔ اب پیغام ہی اس امر کا فیصلہ کرے۔ کہ اس کے مندرجہ بالا الفاظ کا صحیح مخاطب اس کا "امیر" ہے یا ایڈیٹر الفضل۔ اگر مولوی صاحب کے نام کے ساتھ "صاحب" کا لفظ بوجہ عنوان کے لئے کم جگہ ہونے کے نہ لکھنا کوئی اخلاقی جرم ہو سکتا ہے تو بغیر کسی وجہ کے نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے نام کے ساتھ "صاحب" نہ لکھنا بلکہ آپ کا پورا نام بھی نہ لکھنا کیوں حد درجہ کی بدتہذیبی نہیں۔ پھر اگر یہ حرکت کسی اور سے ہوتی۔ تو اس قدر قابل افسوس نہ تھی۔ جس قدر خود "امیر قوم" مولوی محمد علی صاحب سے سرزد ہونے پر قابل نفرت ہے۔ اس کے متعلق ہم مولوی صاحب سے پیغام ہی کے الفاظ میں دریافت کرتے ہیں کہ "کیا اب ہم آپ سے اس تہذیب کی بھی توقع نہ رکھیں" جس کی توقع مولوی ثناءاللہ سے رکھی جا سکتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

جماعت احمدیہ اپنے جوش کو حقیقی ثابت کرے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۹ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

سیالکوٹ جامع مسجد احمدیہ میں

سورہ یوسف کی چند ابتدائی آیات تلاوت کرکے فرمایا۔

انسان پر دو زمانے

دنیا میں دو قسم کے زمانے انسان پر آتے ہیں۔ اور دو ہی قسم کی حالتوں سے انسان گذرتا ہے۔ ایک تو وہ زمانہ اور وہ حالت ہوتی ہے کہ جس میں زمانہ مجبور کرکے اس سے بعض اعمال کراتا ہے یعنی زمانہ اسے بعض اعمال کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہ ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ اگر وہ فعل اچھا ہو۔ تو اس کے کرنیوالا قابل تحسین سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر برا ہو۔ تو اس کے کرنیوالا اتنی بُرائی کا مجرم نہیں ہوتا۔ جتنی حقیقت میں وہ ہوتی ہے۔ کیونکہ گو وہ فعل بُرا ہوتا ہے۔ مگر یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ مجبوری سے یا عادت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ اس لئے اس حد تک ایسے فعل کی بُرائی نہیں پہونچتی۔ جہاں تک کہ جان بوجھ کر کوئی بُرا فعل کرنے کی پہونچتی ہے۔ تو انسان پر ایک حالت اور ایک زمانہ آتا ہے۔ جبکہ وہ مجبوریوں کے ماتحت کوئی فعل کرتا ہے۔ لیکن ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے۔ جبکہ اس کی مجبوریاں جاتی رہتی ہیں۔ اسوقت اگر وہ اپنے ذوق و شوق۔ محبت و اخلاص سے نیکی کرتا ہے۔ تو وہ اس کی اصلی نیکی سمجھی جاتی ہے۔ اسوقت اگر تقویٰ اللہ اختیار کرتا ہے۔ تو وہ تقویٰ ہوتا ہے۔ اسوقت اگر عبادت کرتا ہے۔ تو وہ اصل عبادت ہوتی ہے کیونکہ اسوقت وہ اپنے اختیار اور خلوص سے یہ اچھے کام کرتا ہے۔ لیکن جو زمانہ سے مجبور ہوکر اچھے کام کئے جاتے ہیں۔ وہ گو اچھے ہوتے ہیں۔ مگر وہ انسان کے روحانی درجہ کی ترقی میں ممد اور معاون نہیں ہوتے اور اسوقت تک نہیں ہوتے۔ جب تک انسان اس حد تک نہ پہونچ جائے۔ کہ اسے کوئی مجبوری ہو یا نہ ہو۔ اپنے ذوق و شوق سے نیکی کرے۔ مثلاً ایک شخص اپنے رشتہ داروں کی مجلس میں بیٹھا ہے۔ اس کا دل بخل اور کنجوسی سے بھرا ہے۔ اس کے ذرہ ذرہ میں مال و دولت کی محبت سمائی ہے۔ کسی کو ایک پیسہ دیتے ہوئے جان نکلتی ہے۔ مگر برادری بیٹھی ہوئی ہے۔ جو اسے کہتی ہے۔ چندہ دو۔ کوئی ادھر سے طعن دیتا ہے کوئی ادھر سے۔ ایسی حالت میں وہ ان کے طعنوں سے متاثر ہوکر خدا تعالیٰ کی راہ میں بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے کچھ روپیہ دیدیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ کسی نیکی کا مستحق نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اگر کچھ دیا ہے تو لوگوں کے طعنوں سے مجبور ہوکر اور زمانہ کے حالات سے تنگ آکر۔ نہ کہ اپنی مرضی اور خواہش سے خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے۔ اسی طرح اگر کوئی صدقہ دیتا ہے۔ تو وہ بھی اصلی صدقہ نہیں۔ یا ایک ایسا شخص ہے۔ جو ایسے گھرانے میں پیدا ہوا۔ جس کے مرد و عورت۔ جوان اور بوڑھے نمازی ہیں۔ اور وہ دن رات انھیں نماز پڑھتے دیکھتا ہے۔ اور ان کے موہنوں سے سنتا ہے۔ کہ نماز نہ پڑھنے والا انسان سخت گنہگار ہوتا ہے۔ دن رات اس کے کانوں میں یہ آواز آتی ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ سخت نفرت کے قابل ہے۔ ان حالات میں اگر وہ نماز پڑھتا ہے تو خدا تعالےٰ اسے کوئی فائدہ نہیں دیگا۔ کیونکہ وہ اس لئے نہیں پڑھتا۔ کہ نماز کی محبت اس کے دل میں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے خوف اور ڈر سے پڑھتا ہے۔ بلکہ اس لئے پڑھتا ہے۔ کہ اس کے ماں باپ بہن بھائی عزیز رشتہ دار نماز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر میں نماز نہ پڑھوں گا۔ تو ان کی نظر سے گرجاؤں گا پس وہ جو اس طرح عبادت گذارتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ تہجد بھی پڑھے۔ اس کی حالت اس شخص سے گری ہوئی ہوگی۔ جو صرف دن رات میں ایک ہی نماز اخلاص سے پڑھے۔ یہ گنہگار ہوگا۔ لیکن اس کی ایک نماز اخلاص کی نماز ہوگی۔ تو عمل وہی قابل قبول ہوتا ہے۔ جو خود بخود کیا جائے اور جو کام مجبوری سے کیا جائے۔ وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہوتا۔

انسان کی مخفی مجبوریاں

یہ تو مجبوری کی ایسی مثالیں ہیں جنہیں ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ مگر بعض ایسی مخفی مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ جن کو واقف اور عارف لوگ ہی جانتے ہیں۔ دوسرے نہیں جانتے۔ دوسرے سمجھانے سے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عام لوگ انہیں مجبوریاں نہیں سمجھتے۔ مگر جب غور سے دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ مجبوریاں ہیں ؂

نئے فرقہ میں زیادہ جوش کی وجہ

اسوقت میں جس امر کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہر نیا کام لوگوں میں جو جوش و خروش پیدا کر دیتا ہے۔ وہ مجبوری کے ماتحت ہوتا ہے۔ کوئی نیا فرقہ ہو اس کے پیرو دوسروں سے زیادہ عبادت کرنے والے ہونگے وجہ کیا۔ وہی مجبوری۔ وہ لوگ چونکہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور متعلقین کو چھوڑ کر اس فرقہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں یہ مجبوری ہوتی ہے۔ کہ وہ پوچھینگے۔ تمہیں ہم کو چھوڑ کر کیا ملا۔ اور تم میں کونسی نئی بات پیدا ہوگئی۔ اس وجہ سے ان میں نیا جوش اور نئی روح پیدا ہوتی ہے۔ کہ کچھ کرکے دکھائیں۔ بظاہر انہیں کوئی مجبور نہیں کرتا۔ مگر اصل میں ان کے لئے ایک مجبوری موجود ہوتی ہے۔ اور وہ وہی طعنہ کا ڈر۔ کہ لوگ کہینگے۔ ہمیں چھوڑ کر تم نے کیا کیا پس کسی نئے فرقے کے لوگ اگر چندہ زیادہ دیتے ہیں اگر اپنے اخلاق اچھے بناتے ہیں۔ اگر سختی کے مقابلہ میں نرمی دکھلاتے ہیں۔ تو یہ سب کچھ ان کا مجبوری کے ماتحت ہوتا ہے۔

آریہ فرقہ کے لوگ

مثلاً ہمارے ملک میں آریہ ہیں۔ ان کے جوش میں پُرانے زمانہ کے ہندوؤں کے جوش سے کتنا فرق ہے۔ سناتنیوں اور آریوں کی قربانی کو اگر دیکھا جائے۔ تو باوجود اس کے کہ سناتنی بہت زیادہ اور آریہ بہت تھوڑے ہیں۔ چند لاکھ سے زیادہ نہیں۔ لیکن ان میں بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ آریوں کے دو کالج پنجاب میں ہیں اور بیسیوں سکول جاری ہیں۔ وہ لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ

کرتے ہیں۔ ان کے اخباروں کی جتنی اشاعت ہے۔ اور اخباروں کی اتنی نہیں ہے۔ ان میں اس قدر جوش کیوں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسی قاعدہ کے ماتحت کہ جب کوئی نئی جماعت قائم ہوتی ہے۔ تو وہ کہتی ہے۔ اگر کچھ نہ کیا۔ تو لوگ کہینگے۔ اس نے علیحدہ ہو کر کیا کیا۔ تو یہ عمل یہ جوش یہ ولولہ حقیقی نہیں۔ بناوٹی اور مجبوری کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو عام طور پر نئی جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔

مجبوری کے ماتحت جوش

پھر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جوش و خروش سے کام لینے والا بھی نہیں جانتا۔ کہ اس کا جوش مجبوری کے ماتحت ہے مگر واقعہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا جوش بناوٹی اور مجبوری کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے یہی کہ جب وہ مجبوری جاتی رہتی ہے۔ تو اس کا جوش بھی کافور ہو جاتا ہے۔ جب تک اس کی جماعت تھوڑی اور کمزور ہوتی ہے۔ جب تک مخالفین کا اس کو خوف اور ڈر ہوتا ہے۔ اس وقت تک وہ اپنے اخلاق اپنے عادات اپنے اعمال بہت اعلےٰ درجہ کے دکھاتا ہے۔ اس میں نیکی اور تقویٰ پایا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنی جماعت اور فرقہ کو کچھ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ تو یہ سب باتیں چھوڑتا جاتا ہے۔ یہ ثبوت ہوتا ہے۔ اس بات کا کہ وہ لوگ جو جوش و خروش دکھا رہے ہوتے ہیں۔ اور اچھے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ چاہے دل سے یہی خیال کرتے ہوں۔ کہ ہم نیک نیتی سے خدا تعالیٰ کے لئے اس کی محبت کی خاطر کرتے ہیں۔ لیکن اصل میں وہ خدا تعالےٰ کی محبت کی وجہ سے نہیں کرتے۔ کیونکہ جب دشمن ان کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے۔ اور خطرہ دور ہو جاتا ہے۔ تو ان کا آپس کا اتحاد۔ اخلاص۔ نیکی اور جوش کم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ خدا کے لئے کرتے ہوتے تو خدا تو اس وقت بھی موجود ہوتا ہے۔ اس وقت وہ کیوں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ خدا کے لئے نہیں کرتے۔ بلکہ لوگوں کے ڈر سے کرتے ہیں جب لوگ مخالف نہ رہے۔ تو وہ بھی اپنی پہلی حالت پر قائم نہ رہے۔

خدا کے لئے اور مجبوری کے جوش میں فرق

پس اس بات کا پتہ لگانے کے لئے کہ کسی جماعت کا جوش خدا تعالیٰ کے لئے ہے یا مجبوری سے ہے۔ یہی دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب وہ دشمن کے حملوں سے بچ جائے۔ تو اس وقت اس کی حالت کیا ہوتی ہے۔ اگر اس وقت بھی وہ اخلاص و نیکی۔ تقوٰی و طہارت۔ جوش و خروش۔ اتحاد و اتفاق محبت و الفت میں ترقی کرے۔ تو جان لو۔ کہ وہ جو کچھ کرتی رہی ہے۔ خدا کے لئے کرتی رہی ہے لیکن اگر اس وقت جبکہ دشمن ہٹ جائے۔ مخالفت کرنیوالے خاموش ہو جائیں۔ اس کے ایمان میں کمزوری نیکی اور خلوص میں کمی واقع ہو جائے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ڈر کے مارے مجبوری سے کرتی رہی ہے۔ اگر خدا کے لئے کرتی۔ تو خدا اب بھی موجود ہے۔ اب بھی اسی طرح ترقی کرتی۔ جس طرح وہ پہلے کرتی تھی پس امن کی حالت میں ہو کر اس کا اپنی حالت کو بدل لینا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ پہلے وہ جماعت جو کچھ کرتی تھی۔ مجبوری کی وجہ سے کرتی تھی۔ جب وہ مجبوری دور ہو گئی۔ تو اس نے اسطرح کرنا بھی چھوڑ دیا۔

فلسفیوں کا غلط فیصلہ

بعض نادان فلسفیوں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ کسی جماعت کے سچے ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ کہ اس میں بڑا جوش ہو۔ اور اسے اپنے مقصد کے پورا کرنے کی دُھن لگی ہوئی ہو۔ مگر یہ غلط ہے۔ کیونکہ ہر نئی جماعت میں جوش ہوتا ہے۔ دراصل ان کو دھوکہ اسی وجہ سے لگا ہے۔ کہ انہوں نے یہ نہیں دیکھا۔ جوش کا باعث کیا ہے اگر تو مجبوری کی حالت میں کسی جماعت نے جوش دکھایا تو اس کو سچا نہیں کہا جا سکتا۔ اور اگر مجبوری کے دُور ہو جانے پر بھی اس میں جوش پایا گیا۔ تب وہ سچی ہو سکتی ہے۔

انبیاء اور دوسرے لوگوں کی جماعتوں میں فرق

یہی فرق ہے۔ جو انبیاء اور دوسروں کی جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ رسول پر جو لوگ ایمان لاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر (کیونکہ بعض منافق بھی ہوتے ہیں) ایمان اور نیکی میں بڑھتے ہی جاتے ہیں۔ اور حقیقی ایمان بڑھتا ہی ہے۔ کم نہیں ہوتا۔ تمام نبیوں کے سچے پیرؤوں کی یہی حالت ہوئی ہے۔

کیا جماعت احمدیہ میں حقیقی جوش ہے۔

اس زمانہ میں ہماری جماعت ایک ایسی جماعت ہے جو نبی کی قائم کی ہوئی ہے۔ اس کی سچائی اور حق پر قائم ہونے کی یہ دلیل بھی جاتی ہے۔ کہ اس میں جوش بڑھا ہوا ہے۔ مگر اس پر بھی وہی اعتراض پڑتا ہے۔ کہ یہ کس طرح معلوم ہو۔ کہ اس کا جوش اصلی اور حقیقی جوش ہے۔ کیوں نہ کہیں کہ چونکہ ہر طرف سے اس پر حملے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس جماعت کے لوگوں کا آپس میں اتحاد پایا جاتا ہے انہیں اپنی جانوں کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ اس لئے وہ مجبور ہیں۔ کہ متحد ہو کر رہیں۔ اسی طرح ان کے اعلیٰ اخلاق دکھانے اور نیکی کرنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو مٹ جائینگے اس کا جواب عام طور پر کوئی نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ ہر ایک نئی جماعت جو کھڑی ہوتی ہے۔ وہ نیکی اور جوش میں ترقی کرتی نظر آتی ہے۔ عیسائیوں۔ یہودیوں۔ سکھوں وغیرہ سب کا یہی حال ہوا۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا۔ اگر ہم نے آپس میں اتحاد نہ کیا۔ تو تباہ ہو جائینگے۔ اگر ہم نے اچھے کام نہ کئے تو لوگ طعنے دینگے۔ کہ ہم سے کیوں علیحدہ ہوئے تھے تو لوگوں کے طعنوں سے بچنے اور اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے ہر نئی جماعت کا یہی حال ہوتا ہے۔ تو پھر ہمیں کیا امتیاز حاصل ہے۔

جماعت احمدیہ کا امتیاز

وہ امتیاز ایک ہی ہے۔ کہ ہم خطرہ سے محفوظ ہو کر بھی ویسے ہی نظر آئیں۔ جیسے خطرہ کے وقت تھے۔ اگر خطرہ اور خوف کے وقت ہم میں اتحاد اور اتفاق پایا جاتا ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے خوف و خطر کے وقت تو حیوان بھی لڑنا چھوڑ دیتے ہیں اور سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر جن کو معلوم ہو کہ ساری دنیا ہماری مخالف ہے اور ہمارے گھروں میں ماں باپ بہن بھائی مخالف ہیں۔ ان کا اکٹھا ہو جانا کونسی بڑی بات ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے مجبوری سے اکٹھے ہوئے ہیں یا اگر وہ صدقہ دیتے اور مال زیادہ خرچ کرتے ہیں تو یہ بھی مجبوری ہے۔ کیونکہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہم نے مال نہ خرچ کیا تو ہماری جماعت مٹ جائیگی اور ہم کمزور رہینگے۔ پس ہم میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ہمارا تقویٰ اور نیکی اخلاق

اور اتحاد۔ جوش اور خروش خوف اور امن میں ایک ہی جیسا رہتا ہے۔ اور ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ لوگوں کے ڈر سے نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کے لئے کہتے ہیں۔ اگر یہ ثابت کر دیا جائے تب دشمن ہم پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔

وہ علاقہ جس میں احمدیت کی زیادہ ترقی ہوئی

اس وقت میں اپنی جماعت کے اس علاقہ میں کھڑا ہوں۔ جہاں خدا کے فضل سے اور علاقوں کی نسبت احمدیت کی زیادہ ترقی ہوئی ہے۔ اس علاقہ میں ایسی بستیاں موجود ہیں۔ جہاں احمدیوں کی تعداد دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔ اور غیر احمدی قریباً مفقود ہیں۔ اس لئے یہی علاقہ ہے جو سب سے پہلے اس بات کا ثبوت پیش کر سکتا ہے کہ ہماری نیکی ہمارا تقویٰ۔ ہمارا اتحاد۔ ہمارا اتفاق۔ ہماری قربانی ہماری کوششیں لوگوں سے ڈر کر مجبوری کی وجہ سے ہیں یا خدا تعالیٰ کے لئے اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ اسجگہ وہ جماعتیں موجود ہیں۔ جن کے گاؤں میں غیر احمدی یا تو بالکل نہیں یا ایسی کمزور حالتیں ہیں کہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ لوگ امن میں ہیں مگر پورے امن میں نہیں۔ کیونکہ اگر ان کے گاؤں میں ان کے مخالف نہیں رہے یا کمزور رہ گئے ہیں تو ارد گرد کے گاؤں میں تو ہیں تاہم اوروں کی نسبت وہ زیادہ امن میں ہیں۔ ان کے لئے یہ وقت ہے کہ وہ سچی نیکی اور سچا اخلاص دکھا سکتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ جہاں ایسا موقعہ آیا۔ وہاں کے لوگوں نے کیا نمونہ دکھایا۔ ہر شخص غور کرے اور دیکھے کہ اس وقت بھی وہ دین کے متعلق ویسا ہی جوش اور اخلاص دکھا رہا ہے جیسا کہ اسوقت دکھلاتا تھا جب دشمن اس کے سامنے کھڑا تھا اور ہر وقت اسے خوف لگا رہتا تھا۔ پھر اسوقت بھی اسے اپنے احمدی بھائیوں سے ایسی ہی محبت ہے جیسی کہ پہلے خوف اور ڈر کے وقت تھی جب کہ یہ معلوم ہو کہ انہیں وہ محبت نہیں ہے جو اسوقت تھی جب دشمن زیادہ تھے وہ سمجھ لے کہ اس کا ایمان بناوٹی ہے۔ اور وہ دھوکہ میں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی یہ محسوس نہیں کرتا کہ وہ دین کے لئے ایسا ہی جوش رکھتا ہے۔ جیسا کہ پہلے رکھتا تھا تو وہ سمجھ لے کہ اس کا دعویٰ ایمان سچا نہیں ہے۔ یہی حال اور سب باتوں کا ہے۔

شیطان کیوں پیدا کیا گیا

دراصل بہت سے کام انسان دشمن کے خوف سے کرتا ہے اور ترقی کے لئے بہت بڑا ذریعہ روکاوٹیں ہوتی ہیں۔ لوگ عام طور پر سوال کرتے ہیں کہ خدا نے شیطان کیوں پیدا کیا اور کہتے ہیں ایک خیالی چیز کا نام شیطان رکھدیا گیا ہے یا یہ کہ انسان کا نفس ہی شیطان ہے۔ کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے لیکن میں اس سے متفق نہیں ہوں میں سمجھتا ہوں شیطان ایک ایسی چیز پیدا کی گئی ہے جو انسان کے نفس کے علاوہ ہے گو وہ مجسم نہیں۔ وہ انسان کو اسوقت بدی کی طرف کھینچتا ہے۔ جبکہ وہ نیکی کی طرف جھکتا ہے۔ پس میں کہتا ہوں خدا نے شیطان کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ انسانوں کو انسان فتح اور زیر کر لیتا ہے۔ اور جب فتح پا لیتا ہے تو اپنے مقابلہ سے روکاوٹوں کو دور کر کے سست ہو جاتا ہے مگر شیطان ایسی چیز ہے کہ اس کو آسانی سے زیر نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو خدا سامنے لا کھڑا کرتا ہے تاکہ انسان سست نہ ہو اور آگے ہی آگے بڑھتا رہے۔ انسان سست اسی وقت ہوتا ہے جب سمجھتا ہے کہ اب مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن شیطان کی وجہ سے وہ ہر وقت اپنے آپ کو خطرہ میں پاتا ہے اور ہر وقت چوکنا اور ہوشیار رہتا ہے۔ پس شیطان کا وجود انسان کو چوکس اور ہوشیار رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک گاؤں کی سب آبادی کو احمدی بنا لے تو وہ یہ سمجھ کر سست نہیں ہو جائیگا۔ کہ اب میں امن میں آ گیا ہوں۔ کوئی میرا مخالف اور دشمن نہیں رہا۔ بلکہ وہ کہیگا۔ ابھی شیطان میرے پیچھے کتے کی طرح لگا ہوا ہے۔ اس سے مجھے غافل نہیں ہونا چاہیئے تا وہ مجھے اپنی طرف ہی کھینچ کر نہ لیجائے اس طرح وہ ہر وقت چوکس رہیگا۔ تو خدا تعالیٰ نے انسان کی روحانیت کو قائم رکھنے بلکہ اس کو بڑھانے کے لئے شیطان کو پیدا کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں خدا نے شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں روحانی ترقی کی طرف چلانے اور روحانیت کو محفوظ رکھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ یہ مت سمجھو کہ گاؤں کے سارے کے سارے لوگ احمدی ہو گئے ہیں۔ اس لئے کوئی خطرہ نہیں رہا۔ بلکہ شیطان ہر وقت تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے اس سے چوکس رہو۔

ہر احمدی کے سوچنے کی بات

ہماری جماعت کو خاص طور پر یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے اور ہر ایک احمدی سوچتا رہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ مجبوری سے تو نہیں کرتا۔ اگر مجبوری سے کرتا ہے تو اس کا اخلاص اس کی نیکی اس کا تقویٰ سب بناوٹی ہے اور جب تک یہ ثابت ہو کہ تقویٰ اور نیکی جوش اور قربانی خدا کیلئے ہے اسوقت تک وہ کسی انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اپنے نفس سے مطمئن ہو سکتا ہے پس میں اپنی ساری جماعت کو عموماً اور علاقہ سیالکوٹ کی جماعت کو خصوصاً جسے اپنی زیادتی کی وجہ سے اپنے اخلاص اور جوش کو اصلی ثابت کرنے کا موقعہ مل گیا ہے تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس بات کا خاص خیال رکھیں۔

علاقہ سیالکوٹ کے احمدیوں سے خطاب

مجھے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جہاں جماعت کی زیادتی ہے بعض نقص پیدا ہو گئے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر آپس میں جھگڑا شروع کر دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اتفاق اور اتحاد حقیقی ایمان کے نتیجہ میں نہ تھا۔ جب تک دشمن ان کے سامنے تھا اکٹھے تھے۔ جب وہ ہٹ گیا تو پھر جس طرح غیر احمدی ہونے کی حالت میں لڑتے تھے اسی طرح لڑنے لگ گئے۔ میں پوچھتا ہوں کیا فائدہ ہے اس ایمان کا جس نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور جس نے کچھ دیا نہیں اگر وہی حالت رہی جو احمدی کہلانے سے پہلے تھی تو ایمان لانا نہ لانا مساوی ہے۔ اگر وہ ایمان ایسا ہے کہ اس کے ذریعہ دل سے وحشت نہ گئی۔ درندگی دور نہ ہوئی۔ تو اس کی قیمت ایک پیسہ بھی نہیں ایسا ایمان منافقت ہے اور اس سے وہ ایمانی بھائی ہیں جن میں محبت اور پیار الفت اور نرمی پیدا ہو۔ پس جب تک تم تغیر کر کے نہ دکھاؤ اور خواہ سارا ملک احمدی ہو جائے۔ تمہارا قدم نیکی سے پیچھے نہ ہٹے بلکہ آگے ہی آگے بڑھتا جائے۔ اسوقت تک تمہارا ایمان حقیقی نہیں ہو سکتا۔ اگر تم اسوقت اخلاص دکھاتے ہو جبکہ تمہارے دشمن زیادہ ہوں تو اسوقت جبکہ دشمن کم ہو جائیں اور زیادہ اخلاص دکھانا چاہیئے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صحابہ گئے۔ اور جا کر کہا۔ آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ کہ کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے ہیں۔ آپ کو خدا نے اتنا بڑا درجہ دیا ہے۔ کیا آپ کو بھی اس قدر عبادت کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم یہ کہتے ہو۔ کہ میں خدا تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ دیکھو تم تو اس لئے عبادت کرتے ہو کہ عذاب سے بچائے جاؤ۔ اور مجھے چونکہ خدا نے بچا لیا ہے اسلئے میں اس کے شکریہ میں تم سے بڑھ کر عبادت کرتا ہوں تو حقیقی ایمان اور سچے اخلاص کا پتہ اسی وقت لگتا ہے جبکہ انسان امن و امان میں ہوتا ہے پہلے جب دشمن سامنے کھڑا ہو اسوقت اگر کوئی ایمان اور اخلاص دکھاتا ہے تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اپنی

غرض سے کرتا ہے کہ دشمنوں کے شر سے بچایا جاوے لیکن جب بچا لیا جائے اور اس وقت بھی اخلاص دکھلائے تب حقیقی مخلص ہو سکتا ہے ورنہ اس کو زیادہ بے حیائی اور کیا ہو گی کہ جب تک فائدہ کی امید ہو اس وقت تک تعلق رکھا جائے اور جب فائدہ اٹھا لیا جائے تو پھر تعلق چھوڑ دے ہیں اگر تم لوگ دشمنوں کی طرف سے امن میں آ گئے ہو تو خدا کا شکر کرو کہ دوسرے بھائیوں سے پہلے تمہیں امن حاصل ہو گیا ہے وہ اب بھی دکھ دیئے جا رہے ہیں۔ خرید و فروخت سے روکے جا رہے ہیں۔ اور طرح طرح سے ستائے جا رہے ہیں۔ مگر تم کو خدا نے ان سے پہلے امن دیدیا ہے کیا اس کی یہی قدر ہے کہ خدا کے حکموں کو تم پیچھے ڈال دو۔ نہیں بلکہ یہ کہ تم اپنے اعمال سے ثابت کر دو کہ تمہارا خدا تعالیٰ سے حقیقی تعلق ہے اور تم عسر یسر میں ایک ہی جیسے رہتے ہو پس تم خدا کے اس فضل کی قدر کرو اور آپس میں لڑائی جھگڑے کرنے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ اتفاق واتحاد سے رہو۔ اپنے حوصلے وسیع کرو کیونکہ مومن کا حوصلہ بہت وسیع ہوتا ہے بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ہماری لڑائی تو دین کے لئے ہے مگر دین کے لئے تو لڑائی ہوتی ہی نہیں۔ اگر کوئی خود بخود ہمیں چھوڑ کر چلا جائے اور برا بھلا کہے تو وہ لڑتا ہے ہم نہیں لڑتے کیونکہ اسلام کسی سے لڑنے کی اجازت نہیں دیتا ۔

نقص اور کمزوری دیکھ کر سلوک کرو

یہ کہنا کہ فلاں آدمی کو ہم نے الگ چھوڑ دیا ہے کہ اس نے یہ بد اخلاقی دکھلائی ہے ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ اخلاق دکھاتا تو پھر اسکو ساتھ رکھنے میں بات ہی کونسی تھی اور اس پر احسان کرنے کا موقعہ ہی کیا تھا۔ احسان کرنے کا موقعہ تو یہی ہوتا ہے کہ انسان خلاف منشاء خود کوئی بات دیکھے اور پھر بھی سلوک کرے اگر کوئی کسی کے پاس آئے اور وہ اسے قالین بچھا دے تو کیا وہ ایسا کریگا کہ قالین پر بیٹھ کر میزبان کو تھپڑ مار دے ہرگز نہیں کیونکہ اخلاق کے مقابلہ میں اخلاق دکھانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اصل میں بد اخلاقی کے مقابلہ میں اخلاق دکھانا سختی کے مقابلہ میں نرمی کرنا اور جاتے ہوئے کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھلانا یہ اخلاق ہے۔

مرزا صاحب نے آ کر کیا کیا۔

بعض نادان کہا کرتے ہیں مرزا صاحب نے آ کر کیا کیا ان کی جماعت میں بھی ایسے آدمی ہیں. جو لڑتے جھگڑتے ہیں میں کہتا ہوں مرزا صاحب ریکروٹنگ آفیسر نہ تھے۔ کہ جن لوگوں کا قد کان ناک وغیرہ اعضاء اور صحت اچھی تھی ان کو چن چن کر اپنی جماعت میں بھرتی کرتے تھے بلکہ وہ تو ایک روحانی طبیب تھے۔ جو بیماروں کو پکڑ پکڑ کر اپنے پاس رکھتے تھے پس اگر ان کے ہسپتال میں بیمار ہیں۔ تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے ہاں یہ دیکھو کہ انہوں نے کسی کو اچھا بھی کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو پھر یہی ان کا کام ہے دراصل نبی کا کام ڈاکٹر کے کام کی مانند ہوتا ہے اگر اس کے پاس زیادہ بیمار جمع ہوں تو یہ اسکی بڑائی کا ثبوت ہوتا ہے نہ کہ اس کے نقص کا پس اس کی قابلیت کو پرکھنے کے لئے یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ اس کے پاس بیمار زیادہ ہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کے علاج سے کوئی اچھا بھی ہوا ہے یا نہیں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کی وجہ سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ جو اچھی ہے تو اس کی قابلیت اور صداقت ثابت ہو گئی ۔

نبی کے پیروؤں کا فرض

چونکہ اعلیٰ اخلاق دکھانا اور ان لوگوں کے مقابلہ میں دکھانا جو بد اخلاقی میں حد سے بڑھے ہوتے ہیں۔ نبی کا کام ہوتا ہے اسلئے اس کے نقش قدم پر چلنے والوں کا بھی فرض ہوتا ہے کہ اگر کسی میں غلطی دیکھیں۔ تو اس کی اصلاح کی کوشش کریں نہ کہ اس سے قطع تعلق کر لیں۔ اگر وہ لوگوں کی غلطیوں کی اصلاح نہیں کرتے۔ تو پھر انھوں نے بڑا کس کام کا اٹھایا ہے کیا اسبات کا کہ لوگ خود بخود نیک ہو کر اور اعلیٰ اخلاق سیکھ کر ان کے پاس آ جائیں۔ اور انھیں اپنے ساتھ ملا لیں۔ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے کہتے ہیں کوئی پوربیا تھا۔ ان میں رسم ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے۔ تو بین کرتے ہیں۔ جب وہ مر گیا۔ تو اس کی بیوی نے بین کرنے شروع کئے کہ ہائے فلاں سے اس نے اتنا روپیہ لینا تھا۔ اب کون لیگا۔ ایک پوربیا بولا۔ "ہم ری ہم" پھر اس نے کہا کہ فلاں جائداد کا کون انتظام کریگا۔ اس نے کہا "ہم ری ہم"۔ لیکن جب اس نے یہ کہا کہ فلاں کا اتنا روپیہ دینا تھا وہ کون دیگا تو اس نے کہا "میں ہی بولوں یا کوئی اور بھی بولیگا"۔ تو لینے کے وقت تو سب تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر مفت کے ہمدرد اور خیر خواہ مل جائیں تو ان سے کون انکار کر سکتا ہے۔ لیکن ایسے لوگ انبیاء کے قائم مقام کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ انبیاء کی قائم مقامی کے مستحق وہی ہوتے ہیں جو دوسروں کے نقصوں کا علاج کرتے۔ ان کے اخلاق درست کرتے۔ ان میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ پس یہ خیال کہ اگر کسی سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے۔ جو اچھی نہ ہو۔ تو اس سے تعلق قطع کر لینا تمہارے لئے جائز نہیں ہے ۔

عیب نہ لگاؤ بلکہ عیب دور کرنے کی کوشش کرو

تمہارا یہ کام نہیں کہ جہیں کوئی نقص دیکھو۔ اس کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤ۔ بلکہ یہ ہے کہ اس کا علاج کرو۔ اور اس کے نقائص دور کرو۔ ایک دوسرے کی بیماریوں اور نقصوں کو دیکھنے کے لئے ہمارے مخالفین کی نظر کافی ہے وہ ایک دوسرے کے آئینہ میں اپنی شکل دیکھ کر فتوے لگاتے ہیں تم بھی اگر اسی طرح کرنے لگ جاؤ۔ تو تم میں اور ان میں فرق ہی کیا رہ جائیگا۔ وہ بھی ایک دوسرے کے عیب نکالتے اور برائیاں بیان کرتے ہیں۔ تم میں سے بھی اگر ایک بھائی دوسرے بھائی کا عیب نکالتا ہے۔ تو وہ بھی دوسروں جیسا ہی ہے۔ ہاں اگر اپنے بھائی کے علاج میں لگ جاتا ہے۔ اور اس کے نقائص دور کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ فرق ہے کیونکہ دوسرا تو بیماری دیکھتا ہے۔ اور اس کا علاج نہیں کرتا۔ مگر تم اپنے بھائی کی بیماری دیکھ کر اس کا علاج بھی کرتے ہو مگر میں دیکھتا ہوں۔ بہت سے لوگوں میں عیب لگانے کی تو عادت ہے۔ لیکن عیب دور کرنے کی نہیں۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں نکلتا کہ آپس کے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں اور ایک کو دوسرے سے کوئی محبت نہیں رہتی ۔

انسانی فطرت کو اپنی طرف مائل کرنے کا طریق

انسانی فطرت کو اکسانے اور اپنی طرف مائل کرنیوالی چیز محبت اور پیار ہے۔ جب کوئی انسان اپنے اندر محبت کا چشمہ پاتا ہے۔ تو اس کے آس پاس جو لوگ ہوتے ہیں۔ انکی فطرتیں خواہ سینکڑوں من مٹی کے اندر دبی ہوں۔ ابھر آتی ہیں۔ میں نے ایک رؤیا دیکھا۔ جو کئی دفعہ سنایا ہے۔ میں نے دیکھا ایک شیشہ ہے

جس کے اوپر ایک بچہ ہے۔ جو آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو بلا رہا ہے۔ اتنے میں آسمان سے کوئی چیز اُتری ہے جو نہایت ہی حسین عورت ہے۔ اور اس کے کپڑوں کے رنگ ایسے عجیب غریب ہیں جو میں نے کبھی نہیں دیکھے اس نے چبوترے پر سے اُتر کر اپنے پر پھیلا دئے۔ اور نہایت محبت سے بچہ کی طرف جھکی۔ وہ بچہ بھی اس کی طرف اس طرح لپکا جس طرح ماں سے محبت کرانے کے لئے لپکا کرتا ہے۔ اور اس نے بچہ کو ماں کی طرح ہی پیار کرنا شروع کر دیا اسوقت میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

Love creates love.

کہ محبت محبت پیدا کرتی ہے۔ اسوقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ بچہ عیسیٰ ؑ ہے اور وہ عورت مریم ؑ۔

محبت کے کرشمے تو محبت مردہ کو زندہ۔ دشمن کو دوست۔ مخالف کو موافق بنا دیتی ہے۔ ذرا غور تو کرو وہ کیا چیز ہوتی ہے۔ جس سے نبیوں کے مخالف ان کے پاس کھنچ کر چلے آتے ہیں وہی جس کے متعلق خدا تعالیٰ رسول کریم کو فرماتا ہے۔ لعلک باخع نفسک۔ کیا تو اپنی جان کو ان لوگوں کے لئے ہلاک کر لیگا تو انبیاء لوگوں کے گناہوں اور کمزوریوں کو دیکھ کر ان سے نفرت نہیں کرتے۔ ان کی طرف سے منہ نہیں پھیر لیتے۔ بلکہ اور زیادہ محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ تندرست اور مضبوط کو دیکھ کر اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بیمار اور کمزور پر رحم کیا جاتا ہے۔ پس اگر تم اپنے کمزور اور عیب دار بھائی سے ہمدردی نہیں کرتے۔ اسکو مدد نہیں دیتے۔ تو کسی اچھے اور تندرست سے ہمدردی کرنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اصل ہمدردی اور امداد تو وہی ہے۔ جو کمزور کو دی جائے۔ ایک ایسا شخص جس کو کوئی احتیاج نہیں۔ اس کو اگر کہا جائے۔ کہ ہمارے لائق کوئی خدمت ہو۔ تو بتلائیے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ہاں بڑی بات یہ ہے۔ جو محتاج ہو۔ اس کی امداد کی جائے۔ تو کمزور بھائی کے ساتھ تعلق رکھنا اور اس کو اپنے ساتھ .. رکھنا .. .. اصل بات ہے۔ زور اور طاقت والے تو خود بخود ساتھ ہو جاتے ہیں۔ پس تم اپنے نفسوں میں تبدیلی پیدا کرو۔ تاکہ فلاح پاؤ ؁

صرف احمدیت کے نام سے فائدہ نہ ہوگا احمدیت کے صرف نام میں کوئی ایسی تاثیر نہیں۔ کہ پھر کسی اصلاح کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ جب محمدیت نے لوگوں کو نہیں بچایا۔ تو احمدیت کہاں بچا سکتی ہے۔ جب آقا کا نام لینے والے تباہی سے نہیں بچ سکے۔ تو غلام کا نام لینے والے کیونکر بچ سکتے ہیں اصل چیز ایمان ہے۔ اور ایمان ہی کام آنیوالا ہے جس میں خلوص۔ محبت اور تقویٰ ہو۔ اگر خدا تعالےٰ سے محبت ہو۔ تو اس کے بندوں سے محبت کئے بغیر انسان رہ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے۔ اس کی ہر ایک چیز پیاری لگتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ جن کو حضرت صاحب سے محبت ہے۔ وہ ان جگہوں میں خاص طور پر جاتے ہیں۔ جہاں حضرت صاحب کبھی بیٹھے۔ امرتسر میں ایک حجام تھے۔ انھوں نے حضرت صاحب کے بال اور ناخن رکھے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ میں امرتسر گیا۔ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے پاس حضرت صاحب کے بال اور ناخن ہیں۔ میں سُنکر چپ رہا۔ اسپر انہوں نے غصہ سے لال لال آنکھیں نکال کر کہا۔ میں نے حضرت صاحب کے تبرکات کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس نے یہ نہیں کہا کہ مجھے دکھاؤ۔ یہ وہ محبت تھی جو محبوب سے تعلق رکھنے والی چیزوں سے ہوتی ہے۔ تو جو خدا تعالےٰ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ خدا کی مخلوق سے بھی محبت رکھتا ہے۔ اور جس کے دل میں خدا کی محبت ہو۔ اس میں کسی کی دشمنی جاگزین نہیں ہو سکتی ؁

مجھے کسی سے عداوت نہیں میں فخر کے طور پر نہیں۔ بلکہ آپ لوگوں کو تحریص دلانے کے لئے کہتا ہوں۔ کہ ہمارے سلسلہ کا سب سے بڑا دشمن ثناء اللہ ہے۔ مجھے اس سے بھی محبت ہی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ میں کسی سے دشمنی کے لئے پیدا ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ محبت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ پس آپ لوگوں کو بھی چاہیئے۔ کہ ایک دوسرے سے محبت اور پیار کا ہی سلوک کرو ؁

محبت سے ہی کامیابی ہوگی اگر تم کسی کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہو تو محبت سے ہی کھینچ سکو گے۔ ورنہ تم کیا اور تمہاری حقیقت کیا؟ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر یہ لوگوں سے اچھا سلوک نہ کرے۔ اور ان سے سختی کے ساتھ پیش آئے۔ تو لوگ اس سے بھاگ جائیں۔ پس انبیاء کے پاس بھی لوگ اسی لئے جمع ہوتے ہیں۔ کہ وہ محبت سے انہیں کھینچتے ہیں۔ اور جتنا کسی میں پیار اور محبت کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے اُتنا ہی وہ لوگوں کو زیادہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس جس میں تم کوئی غلطی کمزوری اور نقص دیکھو اس کو چھوڑ نہ دو۔ اس سے سختی کے ساتھ پیش نہ آؤ۔ بلکہ اس کی کمزوری اور نقص کو دُور کرنے کی کوشش کرو۔ کیا جب بچہ بیمار ہوتا ہے۔ تو ماں باپ اُسے باہر پھینک دیتے ہیں یا اس کی بیماری کا علاج کرتے ہیں۔ اگر علاج کرتے ہیں تو تم کو بھی چاہیئے۔ کہ اگر تمہارا کوئی بھائی بیمار ہو۔ یا اس میں کوئی نقص اور کمزوری ہو۔ تو یہ نہ کرو کہ اس کو اپنے میں سے باہر پھینک دو۔ بلکہ اس کی بیماری کو دور کرنے میں لگ جاؤ۔ اگر اس میں تم کامیاب ہو جاؤ۔ تو یہ قابل ستائش اور لائق اجرت ہوگی۔ لیکن اگر کسی کمزور بھائی کو اپنے سے جُدا کر دو۔ تو یہ تمہاری اپنی کمزوری اور نقص کو ظاہر کریگی۔ پس آپس میں محبت اور پیار بڑھانے کی کوشش کرو۔ اور یہ نہ سمجھو۔ کہ تمہاری جماعت کسی نئے طریق پر قائم ہوئی ہے۔ اور احمدیت لوگوں کے اعتراضات اور شکوک کو دور کرنے کے لئے دلائل نہیں رکھتی۔ احمدیت کمزور نہیں۔ بلکہ خدا کے فضل سے بہت مضبوط ہے۔ اور دلائل کے ساتھ سب اعتراضات اور شکوک کو دُور کر سکتی ہے۔ پس اگر کسی کے دل میں کوئی اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ تو اسے دلائل سے سمجھاؤ اور اس کی تسلی کراؤ۔ اگر تم اس طرح کرو گے۔ تو وہی بھائی جو آج تمہیں اپنا مخالف نظر آتا ہے۔ کل تمہارا مددگار ہو گا ؁

خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق دے کہ دشمن کی زیادتی کے وقت تمہارا خدا تعالےٰ سے جو تعلق ہو۔ دشمن کی کمی کے وقت بھی ویسا ہی ہو۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہو اور تم لوگوں کی اصلاح کرنے اور ان کی کمزوریوں کو دُور کرنے میں اس مصلح کے نقش قدم پر چلو۔ جو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے آیا۔ اور جس کے پیرو ہونے کا تم دعویٰ کرتے ہو ؁

ہندو مذہب میں کثرت ازدواج

لالہ لاجپت رائے صاحب کی آواز

۱۸ - اپریل ۱۹۲۰ء کا پرکاش حضرت مفتی محمد صادق صاحب بالقابہ تبلیغ اسلام کے ساتھ اشاعت اسلام کو ملک امریکہ میں روکنے سے جو ناروا سلوک ہوا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اسلام میں کثرت ازدواج کو سامنے رکھ کر یوں خامہ فرسا ہے :-

"موجودہ تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں اسلام کو بعض مسائل کی ترمیم کرنی پڑیگی"

اسپر ہم بغیر کسی مزید تشریح کے لالہ لاجپت رائے کے ایک مضمون سے چند فقرات نقل کرکے مہاشہ پرکاش کو .. مطلع کرتے ہیں کہ وہ قبل اس کے کہ دوسروں میں عیب تلاش کریں۔ خود پہلے دہرم شاستر کی ترمیم کرلیں۔ ہم تعدد ازدواج پر معقول دلائل رکھتے ہیں۔ البتہ مہاشہ پرکاش کو چاہیئے۔ کیونکہ وہ اس کو "تہذیب اور روشنی" کے منافی سمجھتا ہے۔ اپنے شاستروں کی ترمیم کے لئے آواز اُٹھائے۔

ہم اس جگہ ستیارتھ پرکاش کو نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ آریہ سماج کا اسپر خود عملدرآمد نہیں ہے۔ اور عملاً اس کی ترمیم کرچکے ہیں۔ ہندوستان میں قومی تجدید پر لکھتے ہوئے لالہ لاجپت رائے ماڈرن ریویو بابت ماہ فروری ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۵۶ میں دیگر مضامین کے بعد شادی کے مسئلہ پر یوں رقمطراز ہیں :-

"میں پہلے ہندو دہرم اور عملدرآمد کو لوں گا ...... بعض حالتوں میں (The Law) دھرم شاستر خاوند کے لئے ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت دیتا ہے .... پھر بعض حالتوں میں (The Law) دھرم شاستر خاوند کو اجازت دیتا ہے کہ ایک یا زیادہ بیویوں کی زندگی (موجودگی) میں بھی اور شادی کرے"

یہاں یہ بیان کردینا ضروری ہے کہ لالہ صاحب موصوف اس حصہ مضمون کے شروع میں طلاق کو ہندو دھرم کے سخت خلاف بیان کرتے ہیں اور کہ تعلق شادی جو ایک بار قائم ہو جائے وہ کبھی اور کسی حالت میں قابل قطع نہیں ہے۔

ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم اصل الفاظ بھی یہاں نقل کر دیتے ہیں :-

"Social Reconstruction in India." IV.

"I will take the Hindu law and practice among the Hindus first. ...... Under certain circumstances the law sanctions more than one wife for the husband .... Again under certain circumstances the law allows the husband to remarry in the life time of one or more wives. ...."

خاکسار محب الرحمٰن از حاجی پور

لاحول ولاقوۃ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل اخبار سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم۔ چند اشعار اپنی صحت کے شکریہ میں لکھکر ارسال خدمت ہذا کرتا ہوں۔ احمدی احباب کو مطمئن کرنے کے لئے جنہوں نے سانپ کے کاٹنے پر ہمدردی کے خط مجھے لکھے اور ایام غم میں تسلی دی۔ خاکسار محمد نواب خان ثاقب

باوا آدم سے جو شیطان رہا برسرکین
پہونچا جنت میں بھی بہر کاٹنے کو یہ دشمن دین

اس کی اولاد سے کس طرح بھلائی کرتا
خو سے مجبور تھا کیونکہ نہ برائی کرتا

پاکے غافل مجھے اک شب یہ کمین ہی بیٹھا
سانپ بنکر مرے کمرے کی زمین میں بیٹھا

ہاتھ میں شمع میں شیطان کے شر سے غافل
بےخبر نیش سے اور اس کے اثر سے غافل

یک بیک پاؤں میں پیدا خلش خار ہوئی
سرانگشت میں سوزش سی نمودار ہوئی

پھر کے دیکھا بری شیطان کے بچے پہ نظر
یہ نے سمجھا کہ اسی دشمن دین کا ہے اثر

مَیں نے لاحول پڑھی دیکھی جو صورت اسکی
ہائے پیچیدہ بھری زہر سے سیرت اسکی

بھاگا لاحول سے شیطان کا بچہ فوراً
جا چھپا گوشے میں ظلمت کا یہ کیڑا فوراً

دل مضطر میں جو لاحول سے قوۃ آئی
نام مولا کے اثر سے یہ شجاعت آئی

دیدیا داغ۔ قوی میرا دل زار ہوا
زہر اس دشمن دین کا وہیں فی النار ہوا

بھیجے ہمدردی کے خط درد کا اظہار کیا
دوستوں نے مجھے احساں سے گرانبار کیا

شکریہ دل سے میں یاروں کا بجا لاتا ہوں
میرا غم کھاتے ہیں وہ اُن کا میں غم کھاتا ہوں

وار تو دشمن بےدرد کا تھا سخت سے سخت
دوست نے آکے لیا تھام خوشا میرے بخت

میرے اللہ میں قربان ترے نام پہ ہوں
دل سے میں نازکناں خوبیٔ انجام پہ ہوں

تو نے شیطان کے حملے سے بچایا مجھ کو
زندگی دے کے نئے سر سے جلایا مجھ کو

لاکھ دشمن ہیں میری جان کے مگر یار تو ہی
حافظ جاں ہے مرا مالک و مختار تو ہی

میں فقط تیری حفاظت کے تلے جیتا ہوں
تلخ گھونٹیں غم و اندوہ کی میں پیتا ہوں

بھر کے اک جام مئے صاف پلا دے ساقی
کرکے بیخود تو خودی میری بُھلا دے ساقی

میں اگر تجھ میں مٹوں ہے یہی جینے کا مزا
تجھ میں میں مر کے نہ بھولوں کبھی جینے کا مزا

زندگی ہے تو یہی ہے کہ جیوں تجھ میں مَیں
دوستی ہے تو یہی ہے کہ مٹوں تجھ میں میں

جان اگر دوں تو فقط خدمت اسلام میں دوں
دل ترے نام پہ دوں جان ترے کام میں دوں

چاہے جب مجھ کو بلالے میں بجان حاضر ہوں
آنے کو ہر گھڑی اے جان جہاں حاضر ہوں

ممالکِ غیر کی خبریں

مسیحی دیہات پر عربوں کا حملہ لنڈن ۔ ۱۱ مئی ۔ ٹائمز کو حیفہ سے معلوم ہوا ہے کہ ٹائیر کے جنوب میں عرب ان مسیحی دیہات پر قبضہ کر رہے ہیں ۔ جو فرانسیسی حلقہ اثر میں ہیں ۔ پانسو اشخاص قتل کر دیئے گئے ۔ پناہ گزین بھاگ بھاگ کر برطانی رقبے میں آرہے ہیں ؛

برطانیہ کی حکم برداری کا شکریہ لنڈن ۔ ۱۱ مئی ۔ واشنگٹن امریکہ کے یہودیوں نے ایک قرارداد منظور کی ہے ۔ جس میں اس بات کا شکریہ ادا کیا گیا ہے کہ برطانیہ نے فلسطین کی حکم برداری منظور کی +

برطانیہ اور مصر لنڈن ۔ ۱۳ مئی ۔ مسٹر کلین وردی کو جواب دیتے ہوئے مسٹر ہارمسورتھ نے بیان کیا کہ سلطان فواد (مصر) کی حالت و حیثیت بالکل ان کے پیشرو سلطان حسین کے مانند ہے ۔ جس طرح سابق خدیو کو سلطان ٹرکی کی طرف سے اقتدار حاصل ہوا تھا ۔ اسی طرح موجودہ سلطان فواد کو شہنشاہ معظم سے اقتدار حاصل ہوا ہے ۔ سلطان فواد کے صاحبزادے ان کے ولی عہد تسلیم کئے گئے ہیں ۔ مسٹر ہارمسورتھ نے یہ بھی کہا کہ شہنشاہی گورنمنٹ کو تخت مصر کے متعلقہ مسائل طے کرنے کا حق اپنی اختیارات کی بنا پر حاصل ہے ۔ جو پہلے ٹرکی کی طرف سے عمل میں لائے جاتے تھے +

لکڑی کے برادہ سے شکر لنڈن ۔ ۵ مئی ۔ نیویارک کا ایک تار مظہر ہے کہ نیبرگ کے حکام ماہران کیمیا کے اس دعوے کی تحقیق کر رہے ہیں ۔ کہ لکڑی کے برادہ سے شکر تیار ہو سکتی ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پونڈ برادہ سے تین چوتھائی پونڈ عمدہ قسم کی شکر حاصل ہو سکتی ہے ۔ جس کی لاگت صرف دو پنس ہوگی ؛

برطانیہ میں تیل کے کنوئیں لنڈن ۱۱ مئی ۔ دار العوام میں وائیکاونٹ کرزن کے جواب میں کیبوٹ نے کہا کہ برطانیہ میں مٹی کے تیل کے ۱۱ کنوئیں کھودے گئے ہیں اب تک ایک لاکھ گیلن تیل برآمد ہوا ہے ۔ ۹ ۔ اور کنوئیں کھودے جا رہے ہیں ۔

ترکی قوم پرستوں کی پیشقدمی قسطنطنیہ ۔ ۱۰ مئی ۔ قوم پرستوں کی پیشقدمی بیگھا کی طرف جاری ہے ۔ وہ بیسا گھی پر قابض ہو گئے ہیں ۔ اور درہ دانیال کے داخلہ پر جو خط واقع ہے ۔ اس کے قلعہ پر مسلط ہیں جو اک بھی ان کے قبضہ میں ہے ۔ جہاں ایک برطانوی سپاہ بھی ہے قوم پرستوں نے پنڈرسہ کو بھی تسخیر کر لیا ہے ۔ اور اطلاع موصول ہوئی ہے ۔ کہ وہاں انھوں نے ایک بھاری توپ خانہ لگایا ہے ؛

جاپان اور سائبیریا بیکن ۔ ۱۰ مئی ۔ ہارین کا ایک پیام مظہر ہے کہ نیم سرکاری بیان کے مطابق جاپانی مخفی طور پر بہت زیادہ سامان جنگ سائبیریا میں پہونچا رہے ہیں ۔ اطلاع دی گئی ہے کہ تین جاپانی ڈویژن ٹوکیو سے سائبیریا روانہ ہوئے ہیں ۔ اسی طرح بہت سے جاپانی ایجنٹ منچوریا روانہ ہوئے ہیں ۔ تاکہ باشندوں کو مشرقی ریلوے کے چینیوں پر حملہ کی ترغیب دیں ؛

انگلستان میں حرام کے بچوں کیلئے مسودہ قانون دار العوام میں وہ قانون دوسری دفعہ پڑھا گیا ۔ اور پاس کر دیا گیا ۔ جس کے رو سے حرام کے بچے کی پیدائش کیوقت اس کے باپ کا نام درج کرانے کا حکم ہے ۔ باپ کو اس کی ابویت کا اقرار کرنا ہوگا یا اس سے انکار کر دینا ہوگا ۔ اور اگر اقرار کریگا ۔ تو اس کو خرچ خوراک وغیرہ ادا کرنا ہوگا ۔ باپ کو بچے کی پیدائش سے پیشتر اس کی ماں کی خبرگیری کرنی ہوگی ۔ زیادہ سے زیادہ ۵۰ شلنگ فی ہفتہ لئے جائینگے ۔

مسٹر نیول چیمبرلین نے اس مسودہ قانون کو پیش کرتے ہوئے کہا حرام کے بچوں میں سے دو سو ایک فی ہزار مر جاتے ہیں اور حلال کی اولاد میں سے نوے فی ہزار ضائع ہوتے ہیں ؛

شاہ حجاز عرب کے بادشاہ نہیں ہو سکتے اخبار آبزرور کے ایک نمائندہ نے مسٹر ایچ ۔ ایس ۔ ایچ ۔ فلبی سے ملاقات کی ۔ فلبی صاحب وسط عرب میں ایک خاص مشن کے افسر اعلےٰ تھے ۔ آپ نے بالمشافہ کہدیا کہ شاہ حجاز کے زیر اثر عربوں میں اتحاد ہونا ایک ناممکن العمل بات ہے ۔ وہابی ہیں جو آڑے آئینگے یہی لوگ وہ سنگ گراں ہیں جو اتحاد کے راستہ میں حائل ہیں ۔ ممکن تو نہیں کہ شاہ حجاز عرب کا حکمران بنجانے میں کامیاب ہو جائے ۔ البتہ شاید زور بازو سے کام نکال سکے ۔ عرب کے متعلق

ہندوستان کی خبریں

بمبئی میں پانی کی قلت میونسپل کمشنر بمبئی نے باشندگان شہر سے درخواست کی ہے ۔ کہ جب تک بارش نہ ہو ۔ پانی خرچ کرنے میں کفایت مد نظر رکھیں ۔ کیونکہ پانی کی مقدار بہت کم رہگئی ہے ؛

دہلی میں طوفان باد گذشتہ یکشنبہ کو دہلی میں ایک طوفان باد آیا ۔ جس سے علاوہ کثیر مالی نقصانات کے دو جانوں کا بھی نقصان ہوا ۔ دو مکان گر گئے ہیں ۔ اس کے ملبہ میں دو شخص دب گئے ۔ اس ہفتہ میں چند کیس پلیگ انفلوئنزا اور کالرا کے دہلی میں واقع ہوئے ۔ ان میں سے اکثر مہلک ثابت ہوئے ہیں +

ملک معظم کی سالگرہ صاحب گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اعلان کیا ہے ۔ کہ ۵ رجون کو بتقریب سالگرہ ہز مجسٹی ملک معظم ہندوستان میں عام تعطیل رہیگی +

پنشداروں کی معروضات انڈین اور انگلو انڈین پنشداران کلکتہ نے عام گرانی کے باعث اپنی پنشن میں اضافہ کی درخواست کی ہے +

توپخانہ کی تعلیم قرار پایا ہے کہ میرٹھ میں رائل توپخانہ کے افسران و عہدہ داران کی تعلیم کے لئے ایک اسکول کھولا جائیگا ؛

نیشنل بنک کا ہرجانہ گورنمنٹ ہند نے نیشنل بنک کی شاخ امرتسر کے متعلق گذشتہ اپریل ۱۹۱۹ء کے ہنگاموں کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے تھے ۔ ان کے ہرجانہ میں بنک کا معاوضہ کا مطالبہ منظور کر لیا ہے ۔ بنک کے مطالبہ میں مسٹر اسٹیوارٹ کی بیوہ کا مطالبہ بھی شامل ہے ۔ مسٹر اسٹیوارٹ گذشتہ ہنگاموں کے دوران میں مقتول ہوئے تھے ؛

شیخ الاسلام کی جلاوطنی کی خبر بے بنیاد تھی شملہ ۔ ۱۱ مئی ۔ ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ اخبارات میں پچھلے دنوں میں یہ اطلاع شائع ہوئی تھی کہ شیخ الاسلام کو گرفتار کر لیا گیا اور مالٹا بھیجدیا گیا ۔ اب حضور شہنشاہ معظم کی گورنمنٹ کے ذریعہ پایہ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ وہ اطلاع سابق شیخ الاسلام کے متعلق تھی ۔ ہاری آفندی ۱۹۱۲ء سے پہلے شیخ الاسلام تھے ۔ ۱۹۱۲ء میں آپ مستعفی ہو گئے ۔ ۱۹۱۷ء میں ...

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)